سعید حسن

حالی کی تصانیف کا جائزہ

خواجہ الطاف حسین حالی پانی پت کے مشہور انصاری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام خواجہ ایزد بخش تھا۔ جو محکمہ نمک میں ملازم تھے۔ حالی کی عمر نو برس کی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ بڑے بھائی خواجہ امداد حسین کی زیر سرپرستی تعلیم حاصل کی۔

ابتدائی عربی فارسی کی تعلیم مولوی جعفر علی اور ابراہیم حسین سے پائی سترہ سال کی عمر میں شادی ہوگئی اس لئے تعلیم کا سلسلہ ختم ہوگیا اس کے بعد حالی چھپ کر دہلی پہنچے اور ڈیڑھ سال رہ کر مزید تعلیم حاصل کی۔ وہ ۱۸۵۳ء میں واپس پانی پت آگئے اور ۱۸۵۶ء میں کلکٹر کے دفتر میں معمولی تنخواہ پر ملازم ہوگئے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں پھر پانی پت آگئے تقریباً چار سال تک قیام رہا اس زمانے میں مولانا عبدالرحمٰن۔ مولوی قلندر علی اور محبوب اللہ سے مختلف کتابیں پڑھیں جس زمانہ میں حالی دہلی میں تھے اس وقت غالبؔ کے ہاں بھی جایا کرتے تھے۔

۱۸۶۴ء میں حالی کے تعلقات نواب مصطفٰے خاں شیفتہ سے ہوگئے جو اس زمانے کے نہایت علم دوست رئیس تھے علمی دنیا میں ان کا ایک خاص مقام تھا فارسی میں حسرتی اور اردو میں شیفتہ تخلص کرتے تھے حالی بطور مصاحب ان کے ساتھ تقریباً آٹھ سال رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے نواب مصطفٰے خاں شیفتہ کی صحبت سے بہت فائدہ حاصل ہوا۔

شیفتہ مبالغہ کو ناپسند کرتے تھے حقائق و واقعات کے بیان میں لطف پیدا کرنا اور سیدھی سادی پُرمزاح باتوں کو حُسنِ بیان سے دلفریب بنانا منتہائے کمالِ شاعری سمجھتے تھے چھچورے اور بازاری الفاظ و محاورات اور عامیانہ خیالات کو پسند نہیں فرماتے تھے چنانچہ ان چیزوں کا اثر حالی پر بھی پڑا۔

نواب شیفتہ کی وفات کے بعد حالی کو پنجاب بک ڈپو میں ایک جگہ مل گئی حالی کے ذمہ یہ کام تھا کہ انگریزی زبان سے جو ترجمے اردو میں شائع ہوں ان کی عبارت کو درست اور بامحاورہ بنایا کریں تقریباً چار سال تک حالی کے ذمہ یہ کام رہا۔ اس تعلق کی بنا پر حالی کو انگریزی ادب سے خاص مناسبت پیدا ہو گئی اسی زمانہ میں کرنل ہالرائیڈ کے حکم سے انجمنِ پنجاب کے زیرِ اہتمام ایک مشاعرہ کی بنیاد ڈالی گئی جس میں عنوان شعراء کو دیا جاتا اور وہ اپنے خیالات نظم کرتے تھے چنانچہ حالی نے اس زمانہ میں کئی مثنویاں برکھارت، رحم و انصاف حب وطن، چپ کی داد۔ مناجات بیوہ وغیرہ لکھیں نظم کے علاوہ حالی نے کئی رسائل اور کتابیں بھی تحریر کیں۔ ہم اگر مولانا کی تالیفات کو تین حصوں میں تقسیم کر دیں تو ان کو سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو جاتی ہے گی یہ تقسیم کچھ اس طرح ہوگی۔ مذہبی تصانیف۔ ادبی تصانیف۔ تعمیری تصانیف۔

مذہبی تصانیف

عربی کا رسالہ:۔ مولانا حالی جب پہلی مرتبہ دلی گئے تھے اور مولوی نوازش علی سے پڑھتے تھے تو اس وقت انہوں نے یہ رسالہ عربی میں لکھا تھا۔ رسالہ مشہور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان کی تائید میں لکھا گیا تھا جب مولانا حالی نے اس رسالہ کو اپنے استاد کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے غصہ میں آکر اس کو چاک کر دیا اور فرمایا:۔

”رسالہ اگرچہ نہایت لیاقت کے ساتھ لکھا گیا ہے مگر چونکہ اس سے ایک وہابی مولوی کی تائید ہوتی ہے اس لئے چاک کر دیا گیا۔“

یہ رسالہ ۱۸۵۲ء۔۱۸۵۳ء میں لکھا گیا تھا۔

رسالہ مولود شریف:- یہ مولود شریف ۱۸۶۴ء اور ۱۸۷۰ء کے درمیان لکھا گیا۔ اس کے بارے میں مولانا کے صاحبزادے خواجہ سجاد حسین مرحوم لکھتے ہیں۔

"حال ہی میں والد صاحب کے کاغذات میں اوّل سے آخر تک ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا مجلد مسودہ مولود شریف کا دستیاب ہوا جو ہو بہو نقل کر کے چھپوا دیا گیا مسودہ کے آخر میں مولانا مرحوم کے دستخطی یہ الفاظ ہیں

"کاتبہ مؤلفہ محمد الطاف حسین عفی عنہ"

یہ مولود شریف مولانا کی زندگی میں شائع نہ ہو سکا۔ اس کی عبارت مقفّٰی و مسجع اور دلکش ہے حسب موقع نظمیں بھی ہیں روایات وہی ہیں جو عام طور پر مولود شریف کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں غالباً اسی لئے مولانا حالیؔ نے اس کی اشاعت مناسب نہیں سمجھی تھی شروع میں نثر میں مناجات لکھی ہے جو نہایت دلکش ہے تبرکاً دعا کے آخری الفاظ پیش کئے جاتے ہیں:-

"الٰہی! وہ جلوہ دکھا جس کا حجاب اسی کی یکتائی ہے جس کی اوٹ دیدۂ تماشائی ہے جو علم و ادراک کے پردوں میں مستور ہے جس کا منشائے خفاء غایت ظہور ہے جس کے طالب کو وصول سے قطع نظر ہے جس کا ملنا حوصلۂ توقع سے باہر ہے جو تقریر میں نہ آئے جو تحریر میں نہ سمائے ؎

وہ مانگتا ہوں جس کے بیاں سے زبان ہے لال
اے وائے اگر ادا نہ ہو مطلب فقیر کا"

حالی پریس پانی پت میں طبع ہوا۔

تریاق سموم:- جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد عیسائی مبلغین نے اپنے سیاسی اقتدار کے بل بوتے اور حکمران طبقے کے اشارے پر مذہب اسلام پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منظم اور باقاعدہ پروپیگنڈا شروع کر دیا تھا پادریوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے اسلام کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی علما نے اسلام

بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دیتے تھے اسی زمانے میں مولانا کے ہم وطن پادری عماد الدین نے ایک کتاب ہدایت المسلمین لکھی جس میں اسلامی تعلیمات پر سخت حملے کئے مولانا نے اس کتاب کے جواب میں تریاق مسموم لکھی جو دلی کے ماہوار رسالہ خیر المواعظ میں قسط وار شائع ہوئی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہدایت المسلمین کا سب سے پہلا جواب ہے بعد میں دوسرے علماء خصوصاً مولانا محمد علی مونگیری مرحوم نے جوابات تحریر فرمائے تذکرہ حالی میں اسی کتاب کا نام تحقیق الایمان لکھا ہے۔

۴۔ **تاریخ محمدی پر منصفانہ رائے**:۔ پادری عماد الدین نے تاریخ محمدی نام سے ایک کتاب تحریر کی جس میں پیغمبر اسلام کی ذات گرامی پر رکیک الزامات لگائے مولانا حالی اس کو برداشت نہ کر سکے انہوں نے اس کتاب پر محققانہ نظر ڈالی اور پادری کی غلط بیانیوں کا پردہ چاک کیا اور اس کو کتابی شکل میں ۱۸۷۲ء میں شائع کیا۔ ہماری نظر سے یہ رسالہ گزرا ہے۔

۵ **شواہد الالہام**:۔ اس رسالہ میں مولانا حالی نے عقلی دلائل سے نبوت اور الہام کی ضرورت کو ثابت کیا۔ رسالہ اگرچہ مختصر ہے مگر جامع اور اپنی افادیت کے لحاظ سے نہایت اہم ہے۔

ادبی تصانیف

۶۔ **تذکرہ رحمانیہ**:۔ مولانا حالی نے اپنے استاد محترم مولانا عبد الرحمٰن پانی پتی کے حالات ۱۸۷۲ء میں لکھے اور اس کا نام تذکرۂ رحمانیہ یا سوانح مولانا عبد الرحمٰن رکھا یہ تذکرہ مختصر ہونے کے باوجود مکمل ہے اور نقوش (لاہور) کی ایک خاص اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ مولانا حالی نے قیام لاہور کے زمانے میں محکمہ تعلیم اور پنجاب یونیورسٹی کے لئے دو کتابیں لکھیں۔

۷۔ **طبقات الارض**:۔ اصل کتاب فرنچ زبان میں تھی جس کو کسی مصری فاضل نے عربی میں ترجمہ کیا تھا مولانا نے عربی سے اردو میں ترجمہ کیا اس کتاب کا حق تصنیف پنجاب یونیورسٹی کو بغیر کسی معاوضے کے دے دیا چنانچہ ڈاکٹر لائٹنر کے

زمانے میں یونیورسٹی نے ۱۸۷۲ء میں شائع کیا۔

۸- اصول فارسی :- محکمۂ تعلیم پنجاب کے لئے فارسی قواعد پر یہ کتاب ۱۸۷۲ء میں لکھی تھی۔

"کتاب اردو میں ہے فلسکیپ سائز کے ۲۵۹ صفات پر نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہے"

۹- مجالس النساء :- عورتوں کی اصلاح اور لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مولانا نے یہ کتاب ناول کی صورت میں دو حصوں میں ۱۸۷۴ء میں لکھی۔ کتاب عرصہ تک پنجاب اور صوبہ یوپی کے نصاب میں داخل رہی اس تصنیف پر مولانا کو گورنمنٹ کی طرف سے چار سو روپیہ کا انعام بھی ملا تھا دونوں حصے ۲۳۶ صفحات پر مشتمل ہیں۔

۱۰- سوانحعُمری حکیم ناصر خسرو :- حکیم ناصر خسرو علوی بلخی نے اپنا سفرنامہ قدیم فارسی میں لکھا تھا جس کا قلمی نسخہ نواب ضیاءالدین احمد خان (لوہارو) کے کتب خانہ میں موجود تھا مولانا نے اس نسخہ کی ایڈٹ کیا اور بڑی تحقیق کے ساتھ حکیم کے حالات زندگی فارسی میں لکھے ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان صاحب نے اپنی کتاب "حالی کا ذہنی ارتقاء" میں ایک جگہ تحریر فرمایا ہے:-

"یہ مضمون بہت طویل ہے اور بڑی محنت سے تیار کیا ہے اس وقت جتنے مشہور تذکرے یا کتابیں اس موضوع پر مل سکتے تھے اس سے استفادہ کیا ہے ......
...... ان کے علاوہ فرانسیسی فاضل چارلس شیفر کے مضمون سے بھی استفادہ کرنے کی کوشش کی ہے"

اصل سفرنامہ میں ۱۳۲ صفحے ہیں مولانا حالی نے ۳۲ صفحوں میں حالات لکھے ہیں۔

۱۱۔ **حیات سعدی :۔** شیخ سعدی شیرازی کی جامع و مکمل سوانح عمری ہے جس میں دو حصّے ہیں پہلے حصّہ میں سعدی کے مفصل حالات تحقیق کے ساتھ تحریر کئے ہیں دوسرے حصے میں کلام پر تبصرہ ہے۔

حیات سعدی اردو میں سیرت نگاری پر سب سے پہلی کتاب ہے مولانا شبلی اس کو دل سے پسند کرتے تھے اور ان کی رائے یہ تھی کہ :۔

"یہ شیخ سعدی کی نہایت دلچسپ محققانہ سوانح عمری ہے .... واقعی بے مثال ہے"

مولانا ابوالکلام آزاد اس کو حالی کی سب سے بہترین تصنیف تصور کرتے تھے۔

"مولانا حالی کی سب سے بہترین کتاب حیات سعدی ہے"

حیات سعدی کے سنہ تصنیف کے بارے میں کافی اختلاف ہے ڈاکٹر سید عابد حسین نے ۱۸۸۱ء تحریر کیا ہے تذکرہ حالی میں ۱۸۸۴ء ہے تاریخ اردو ادب (رام بابو سکسینہ) میں ۱۸۸۲ء اور ۱۸۸۴ء درج ہے ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب نے حالی کا ذہنی ارتقا میں مکاتیب حالی سے ثابت کیا ہے کہ اوائل ۱۸۸۶ء میں حیات سعدی مرتب ہوئی۔

۱۲۔ **مقدمہ شعر و شاعری :۔** یہ مقدمہ دیوانِ حالی کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا تھا یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصّے میں شعر کی تعریف اور اس کے خصائص پر مفصل بحث کی ہے شعر و شاعری کے اچھے بُرے اثرات کا ذکر ہے دوسرا حصّہ شاعری اور شاعروں پر مشتمل ہے۔

مولانا حالی ۱۸۸۲ء سے مقدمہ کے لئے مواد فراہم کر رہے تھے عربی و فارسی ادب سے انہوں نے براہِ راست اور انگریزی لاطینی یونانی ادب سے

بالواسطہ ترجموں کے ذریعہ استفادہ کیا مئی جون میں مقدمہ اور دیوان کو مرتب کرنا شروع کیا اور ستمبر ۱۸۹۳ء تک مکمل کرلیا یہ مقدمہ تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل ہے مقدمہ شعر وادب پر خود ایک مکمل اور جامع تصنیف ہے۔ اس کی اہمیت اور افادیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

۱۳- **یادگار غالب**:۔ مرزا غالب پر کتاب لکھنے کا خیال، مولانا کو ۱۸۹۲ء یا ۱۸۹۳ء سے پیدا ہوا تھا اور اسی وقت سے اسکی بھی ترتیب کرتے جارہے تھے۔

ڈاکٹر عبدالحق لکھتے ہیں کہ:۔

"غالباً ۱۸۹۲ء یا ۱۸۹۳ء کا ذکر ہے مولوی صاحب اس زمانے میں حیات جاوید کی تالیف میں مصروف تھے اور ساتھ ہی ساتھ یادگارِ غالب کو ترتیب دے رہے تھے۔"

یادگار غالب نے مرزا غالب کو زندہ جاوید بنا دیا اس میں ان کے حالات زندگی ہیں ان کے اردو فارسی کلام پر تبصرہ ہے مشکل اشعار کا مطلب ہے اور انتخاب ہے غالب پر کئی سو کتابیں اور مضمون تحریر کئے جاچکے ہیں اور برابر آج تک کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے لیکن ابھی کوئی ایسی تصنیف نہیں آئی جس سے یادگار غالب کی ساکھ پر ذرہ برابر بھی آنچ آئی ہو اس کو جیسی مقبولیت حاصل ہے ویسی اور کسی کتاب کو نصیب نہ ہوسکی اور نہ اس کی اہمیت میں کمی آئی۔

۱۴- **حیات جاوید**:۔ مولانا حالی نے سر سیّد کے حالات مئی ۱۸۹۴ء سے لکھنا شروع کر دیئے تھے اس سے پہلے وہ سر سید کے متعلق تمام معلومات حاصل کرچکے تھے جیسا کہ یادگارِ غالب کے سلسلے میں مولوی عبدالحق نے تحریر فرمایا ہے:۔

"خود مولانا نے ستمبر اور اکتوبر ۱۸۹۳ء میں یہ مصمم ارادہ ظاہر کیا کہ وہ علی گڑھ میں رہ کر سر سیّد کی لائف لکھیں گے۔"

لیکن اپنی مسلسل علالت اور دوسری پریشانیوں کی وجہ سے مولانا حیات جاوید ۱۸۹۸ء سے پہلے مکمل کر نہ سکے اور سرسید کی زندگی میں شائع نہ کرسکے ۱۸۹۸ء سے یہ کتاب چھپنا شروع ہوئی اور مارچ ۱۹۰۱ء میں جاکر حالی نے انڈکس مطبع میں بھیجا لکھتے ہیں :-

" حیات جاوید کی انڈکس بڑی مشکل سے تیار ہوئی اور کل مطبع میں بھیج دی گئی "

غرض وہ مسلسل چھ برس تک اس کام کے سوا دوسری طرف متوجہ نہیں ہوئے تب کہیں جاکر تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل " حیات جاوید " شائع ہوسکی حالی نے سرسید کے حالات کافی تحقیق و تلاش سے جمع کئے اور ان کے کل واقعات زندگی من وعن بیان کر دیئے۔ اردو میں سوانح نگاری کی ایسی کوئی کتاب پہلے نہیں تھی۔ حیات جاوید نے ایک نیا راستہ دکھایا اور مدلل مداحی ہوتے ہوئے بھی حیات جاوید پھر حیات جاوید ہے اس کی فضیلت مسلم ہے۔

۱۵- مضامین حالی :- ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۱ء تک کے مضامین کو جمع کرکے مولوی وحیدالدین صاحب سلیم پانی پتی نے ۱۹۰۲ء میں چھپوایا تھا یہ مضامین مختلف رسائل تہذیب الاخلاق، معارف، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ وغیرہ میں شائع ہوئے تھے۔

۱۶- مقالات حالی :- مولانا حالی نے مختلف عنوانات اور موضوعات پر جو مضامین لکھے، کتابوں پر تبصرے کئے دیباچے اور تقریظات لکھیں ان سب کو انجمن ترقی اردو نے دو جلدوں میں شائع کیا پہلی جلد عام مضامین میں دوسری جلد میں تقریظات تبصرے اور تقاریر ہیں جس کی ترتیب یہ ہے۔

مقالات حصہ اوّل :- ۳۱ مضامین جس میں قلمی مسودات بھی شامل ہیں یہ مضامین زیادہ تر تہذیب الاخلاق۔ علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، محمڈن اورنیٹل کالج میگزین، معارف۔ رفیق ہند، عصر جدید وغیرہ میں شائع ہوئے۔

مقالات حصّہ دوم :- اس میں ۱۲- تقاریر اور ۲۷ تبصرے ہیں جو مختلف کتب و رسائل پر کئے تھے۔

۱۷- **مکتوبات حالی** :- شیخ اسماعیل پانی پتی نے مولانا حالی کے تمام خطوط خواجہ سجاد حسین کی زیر ہدایت مرتب کئے تھے یہ خطوط اردو ادب میں اہم اضافہ ہیں۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں دوست احباب کے نام خطوط ہیں اور اس میں ۲۰۷ صفحات ہیں دوسری جلد میں خواجہ سجاد حسین اور خواجہ تصدق حسین کے نام خطوط ہیں اور اس میں ۴۵۷ صفحات ہیں۔

۱۸- **مکاتیب حالی** :- مولانا حالی کے نادر و نایاب خطوط کو شیخ اسماعیل پانی پتی نے جمع کر کے ۱۹۵۰ء میں شائع کیا اس مجموعے میں وہ خطوط ہیں جو اب تک کہیں شائع نہیں ہوئے یہ مجموعہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلا حصّہ اردو خطوط ۵۳
دوسرا حصّہ فارسی خطوط ۸
تیسرا حصّہ عربی خطوط ۸

نامکمل مسوّدات

۱- **رسالہ تذکیر و تانیث** :- اس موضوع پر مفصل کتاب لکھنا چاہتے تھے لیکن صرف چند متفرق مسودات ہی لکھ سکے۔

۲- **روئداد جشن چہل سالہ نظام دکن** :- دسمبر ۱۹۰۵ء میں مولانا حیدر آباد جشن میں شرکت کی غرض سے گئے تھے وہاں ان سے روئداد جشن لکھنے کے لئے کہا گیا اور جملہ سامان فراہم کر دیا گیا لیکن مولانا علالت کی وجہ سے تکمیل نہ کر سکے اور وطن آگئے۔

۳- **مرزا داغ کے کلام کا انتخاب** :- مولانا حالی نے داغ کے کلام کا

انتخاب کرنا شروع کیا تھا مگر مکمل نہ کرسکے لالہ سری رام لکھتے ہیں:۔

"مولانا حالی کچھ عرصہ سے مرزا داغ مرحوم کے کلام
کا انتخاب فرما رہے ہیں جس کے شائع ہونے کا
ہر ایک مشتاق سخن کو نہایت اشتیاق ہے۔"

۴۔ **النامہ**:۔ مولانا نے ۱۹۰۶ء میں ایک النامہ فارسی میں لکھا جس میں ہر فرقے اور ہر گروہ پر چوٹ کی گئی ہے پچاس ساٹھ الفاظ کے اس مجموعہ میں ہر مذہب اور ہر فرقے کے تعصب و تنگ نظری، حماقت، جہالت اور خود غرضی کو بڑے دلچسپ اور طنزیہ انداز میں لکھا ہے اگست ۱۹۰۴ء میں ابوالمجد دریسنوی نے ایک النامہ لکھا تھا۔

تعمیری تصانیف:۔ **نظمیں**۔ مولانا حالی کی شاعری کا میدان نہایت وسیع ہے انہوں نے ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے اور جدید اردو شاعری کا سر سبز و شاداب چمن ان ہی کی آب یاری کا ممنون ہے انہوں نے شاعری کے خزاں رسیدہ چمن کو اپنے خون جگر سے سیراب کرکے ایک ہمیشہ رہنے والی زندگی بخشی۔ حالی کے کارنامے ہر حیثیت سے بلند اور وقیع ہیں یہاں ان کی تخلیقات نظم کو بطور تعارف کے پیش کیا جاتا ہے۔

مولانا حالی نے نثر کی طرح نظم میں بھی مذہب سے ابتدا کی یہ امر قابل افسوس ہے کہ ان کا ابتدائی کلام ضائع ہوگیا حالی سے پہلے وہ خستہ تھے۔ خستہ کی شاعری کا اچھا خاصا ذخیرہ رہا ہوگا لیکن اس میں سے صرف خمسہ نعتیہ یادگار ہے۔

خمسہ نعتیہ:۔ حاجی جان محمد قدسی کی مشہور نعتیہ غزل۔

"مرحبا سید مکی مدنی العربی"

پر ایک تضمین لکھی جس میں کل پانچ بند ہیں یہ غالباً ۱۸۵۶ء میں لکھی تھی۔

قصیدہ نعتیہ:۔ یہ قصیدہ نعت میں ہے اس میں صرف ۳۳ اشعار ہیں مطلع یہ ہے۔

"رہنے ہیں مدحتِ سلطان دو جہاں کے لئے
سخن زبان کے لئے اور زبان دہاں کے لئے"

یہ قصیدہ دیوانِ حالی میں شامل ہے۔

مولانا کی غزل گوئی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا اور وہ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے ساتھ مشق سخن کر رہے تھے اور اپنا کلام مرزا غالب کی خدمت میں اصلاح کے لئے روانہ کرنے لگے تھے غالباً ۶۵-۱۸۶۴ء میں تحریر کیا۔

مرثیہ غالب:۔ اپنے استاد مرزا غالب کی وفات پر یہ مرثیہ لکھا ہے جس میں دس بند اور سو اشعار ہیں اپنے دلی جذبات اور تاثرات کو پیش کیا ہے یہ مرثیہ درد و اثر، روانی و برجستگی، خلوص و محبت۔ فصاحت و سلاست میں آپ اپنی مثال ہے اس مرثیہ نے اردو میں نئے طرز کے مرثیہ لکھنے کی بنیاد ڈالی یہ دیوان میں شامل ہے یہ مرثیہ ۱۸۶۹ء میں رقم کیا گیا ہے۔

استاد کی موت کے بعد شیفتہ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا حالی تنہا رہ گئے اس مدت میں چند غزلیں اور ایک قصیدہ

"میں بھی ہوں حسن طبع پر مغرور"

پچھتر اشعار کا لکھا جو دیوانِ حالی میں موجود ہے اس کے بعد وہ لاہور کے زمانہ قیام میں مشق سخن کی طرف متوجہ ہوئے اور وہیں انکی شاعری نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ انگریزی نظموں کے ترجموں اور انجمن پنجاب کے مشاعروں نے جدید نظم کی عمارت تعمیر کی۔

جوانمردی کا کام:۔ یہ نظم انگریزی حکایت سے ماخوذ ہے اس میں ۷۰، اشعار ہیں نظم نہایت رواں اور سلیس ہے مجموعہ نظم حالی میں شامل ہے یہ نظم ۱۸۷۲ء میں تحریر کی۔

لاہور کے مشاعرے کی مثنویاں — لاہور کے مشہور مناظمہ میں جس کی بنیاد آزاد مرحوم نے کرنل ہالرائیڈ کی سرپرستی میں ڈالی مولانا حالی نے اس میں چار مثنویاں پڑھیں تھیں جو نہایت مقبول

و مشہور ہیں یہ مثنویاں مجموعہ حالی میں شامل ہیں۔ اور علیحدہ کتابی شکل میں چہار گلزار حالی کے نام سے ۱۸۷۴ء میں شائع ہوئیں۔

۱۔ **برکھا رت** :۔ اس میں ۱۴۵ اشعار ہیں ہندوستان کی برسات پر بہترین مثنوی ہے۔

۲۔ **نشاط امید** :۔ اس میں ۹۲ اشعار ہیں یہ نظم مایوسیوں کو ختم کر دیتی ہے۔

۳۔ **حب وطن** :۔ اس میں ۲۱۵ اشعار ہیں۔ یہ مثنوی اردو میں شاہکار ہے،

۴۔ **مناظرہ رحم و انصاف** :۔ اس میں ۱۱۹۔ اشعار ہیں۔ رحم و انصاف کی خصوصیات پر دلچسپ بحث ہے زبان و بیان نہایت دلکش ہے۔

ترکیب بند زمزمہ قیصری :۔ اس ترکیب بند میں ۳۵ بند ہیں اور ہر بند میں ۷، اشعار ہیں اس نظم کے متعلق مولانا حالی لکھتے ہیں :۔

> "یہ نظم ایک انگریزی پوئم کے تین حصوں میں سے اوّل حصّہ کا منظوم ترجمہ ہے شاید مسٹر ایسٹوک اس کے مصنّف ہیں .... اس نظم کے تین حصّے ہیں پہلے حصّے میں ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں اور انگریزی سلطنت کا ذکر ہے دوسرے تیسرے حصّہ میں تمام ہندوستانی رئیسوں کا جو دربارِ قیصری میں شریک ہوئے تھے عموماً اور حضور نظام دکن کا خصوصاً تذکرہ ہے۔"

مولانا حالی نے ترجمہ بڑی احتیاط سے کیا ہے اور جہاں کوئی لفظ حسب ضرورت بڑھایا ہے اسے قوسین میں لکھ دیا ہے تشریح طلب الفاظ کی وضاحت بھی کر دی ہے

مسدس مدو جذر اسلام :۔ اس مسدس میں ۴۵۶ بند یعنی ۱۲۶۸،

اشعار ہیں پہلے ۲۹۴ بند تھے بعد میں ۱۶۲ کا اضافہ کیا گیا حالی کی قومی شاعری کا آغاز ۱۸۷۵ء سے ہوا جب انہوں نے علی گڑھ کے مدرسہ کے افتتاح پر ایک نظم " مبارک باد " سرسید کو دہلی بھیجی تھی ۔

مژدہ ہو کہ وقف جہاں گنج سعادت ہے آج
فتنۂ ایام سے سب کو فراغت ہے آج

مسدس ، مولانا حالی کا عظیم الشان اور زندہ جاوید کارنامہ ہے سب سے پہلے یہ ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی اور باوجود روکھی پھیکی اور سیدھی سادھی نظم ہونے کے بہت جلد ملک کے اطراف و جوانب میں پھیل گئی پہلے پہل اس نظم کا خاتمہ دلشکن اشعار پر ہوا جس سے قوم میں مایوسی پیدا ہو گی قوم نے حالی کو متوجہ کیا اور انہوں نے ۱۸۸۶ء میں ضمیمہ کے طور پر ۱۶۲ بندوں کا اضافہ کیا اور قدیم مسدس میں بھی جستہ جستہ تصرف کیا حالی لکھتے ہیں :-

" قدیم مسدس میں بھی جستہ جستہ تصرف کیا گیا ...... نظم نہ پہلے پسند کے قابل تھی اور نہ اب ہے مگر الحمد للہ کہ درد اور سچ پہلے بھی اور اب بھی ہے امید ہے کہ درد پھیلے گا اور سچ چمکے گا "

حالی کی یہ امید پوری ہوئی اور درد اتنا پھیلا اور سچ اتنا چمکا کہ ساری خدائی اس سے متاثر ہوئی مسدس کے سیکڑوں ایڈیشن ہزاروں کی تعداد میں اب تک شائع ہو چکے ہیں اور برابر شائع ہو رہے ہیں ۔

ترکیب بند :- اس ترکیب میں گیارہ بند ہیں اور ہر بند میں پانچ اشعار ہیں یہ ترکیب بند نظم حالی اور کلیات نظم حالی دونوں میں شامل ہے اس بند میں مولانا حالی نے مسلمانوں کی تعلیم اور علی گڑھ مدرسہ کے اوصاف بیان کئے ہیں ۔ نظم نہایت سلیس اور رواں ہے ۔